قرآن فہمی

(اصول، تقاضے اور شرائط)

عبدالحئی مدنی ☆

تلخیص:

''اسلام علم و عمل کا دین ہے اس کی الہامی کتاب کا جو پہلا جملہ نازل ہوا وہ اقــــرا ء باسم ربک الذی خلق تھا قرآن مجید نے بار بار علم کی عظمت کو بیان فرمایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشادات سے مسلمانوں کے دلوں میں علم کی محبت کا جذبہ پیدا فرمایا جس کی وجہ سے ان کی کثیر تعداد نے اپنی زندگیاں علم کے لیے وقف کر دیں انہوں نے اپنی مادی ضروریات سے بے نیاز ہو کر الہامی علم کے نور سے اپنے سینوں کو منور کیا انہوں نے قرآن حکیم کے ایک ایک لفظ کو اپنے سینوں میں محفوظ اور اسے سپرد قلم کیا اور پھر پورے خلوص کے ساتھ اسے ملت کی آئندہ نسلوں کی طرف منتقل کیا۔ لہٰذا قرآن مجید ان تمام علوم کا ماخذ و منبع اول تھا جسے بنی نوع انسان کے لیے آسان بنانے کے لیے دنیا کی مختلف زبانوں میں اس کے تراجم کیے گئے۔ ان تراجم میں کچھ اصول اور مبادیات کو مدنظر رکھا گیا ہے زیر نظر تجزیہ میں انہی اصولوں اور مبادیات کو بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ فہم قرآنی عام ہو اور امت مسلمہ کا ہر فرد اسے با آسانی سمجھ سکے۔''

قرآن مجید۔ ایک تعارف:

اللہ رب العزت کی بے پایاں رحمت اور حکمت بالغہ کہ اس نے اپنی مخلوق کی ہدایت کے لئے قرآن مجید جیسی محکم اور باعث ہدایت کتاب نازل کی جسے اس نے بلاتخصیص وتفریق سب کے لئے رحمت اور ہدایت بنایا جو کہ عربی زبان میں

نازل کی گئی جس کی حفاظت کی ذمہ داری بھی خود لی اور اس کی روشن تعلیمات کو لوگوں تک پہنچانے کے لئے ہر دور میں کچھ ایسے مقدس وجود پیدا کیے جنھوں نے اس کتاب کی توضیح وتشریح کو اپنی زندگی کا ہدف اصیل بنایا اور ترجمہ وتفسیر کے ذریعے اس میں پائی جانے والی صراط مستقیم کو واضح کیا تا کہ صراط مستقیم کے راہی کے لئے کسی بھی قسم کی تشکیک کا کوئی پہلو باقی نہ رہے اس حوالے سے جس ''عبداللہ'' نے جو کوئی کوشش کی اس کے مدنظر صرف یہی مقصد تھا کہ کلام الٰہی کی وضاحت اس طرح کی جائے کہ اس کا مفہوم آسان ہو جائے اور کوئی غموض وخفاء باقی نہ رہے۔ اسی طرح اس کے حکم میں سے بھی کوئی امر مخفی نہ رہ جائے، اس کی توضیح وتشریح میں اسرائیلیات اور ضعیف اقوال سے مدد نہ لی جائے بلکہ ایسی تراکیب استعمال کی جائیں کہ عوام وخواص ہر دو طبقات اس کو سمجھ کر اسے زندگی کا لائحہ عمل بنا سکیں اور اپنے لیے اصل اصیل یعنی اللہ کی رضا کے حصول کو سہل اور ممکن بنا سکیں۔ قرآن مجید ہی وہ دستور حیات ہے جو انسانوں کے تمام مسائل کو حل کرتا ہے۔ اور اللہ رب العزت نے اسے انسان کے لئے بالعموم اور متقین کے لئے بالخصوص ہدایت بنایا جو کہ اپنے حامل کو کفر ومعاصی اور جہالت سے نکال کر ایمان وتقوی اور علم کے نور میں داخل کرتا ہے جس میں تمام امراض شبھات وشھوات کی شفاء پائی جاتی ہے کیونکہ اس کتاب میں ہر قسم کی برکت وسعادت ورفعت پوشیدہ ہے جیسا کہ رب العزت کا ارشاد ہے کہ:

یھدی به الله من اتبع رضوانه وسبل السلام (۱)

جس کے ذریعے سے اللہ تعالی انھیں جو رضائے الٰہی کے درپے ہوں سلامتی کی راہ بتلاتا ہے۔

اور ایک جگہ پر ارشاد فرمایا کہ:

کتاب احکمت آیاته ثم فصلت من لدن حکیم خبیر۔(۲)

یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ اس کی آیتیں محکم کی گئی ہیں پھر صاف اوصاف بیان کیے گئے ہیں ایک حکیم باخبر کی طرف سے قرآن کو مجید کا لقب اس لیے عطا فرمایا کہ اس میں اوصاف جلیلہ کی موجودگی اور معانی میں گہرائی اور گیرائی ہے اسی طرح اس کا ''ذکر'' ہونا جس سے تمام اخلاق حسنہ مستنبط کئے جاتے ہیں اور تمام اعمال صالحہ کی بنیاد اور اساس بھی یہی ہے۔ اسے عربی زبان میں نازل فرمایا جس کی وجہ اس زبان کا فطرت اور اس کے تقاضوں سے نزدیک ہونا ہے کہ جس میں کوئی تصنع وتکلف اور ریاکاری نہیں پائی جاتی اس کا قاری بغیر کسی رکاوٹ اور تذبذب کے اس کے اصل مقصد کو حاصل کر سکتا ہے

انا انزلناه قرآنا عربیا لعلکم تعقلون(۳)

یقیناً ہم نے اس قرآن کو عربی میں نازل فرمایا کہ تم سمجھ سکو

فہم قرآن کا مفہوم:۔

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے کہ:۔

کتاب انزلنہ الیک مبارک لیدبروا آیاتہ وَ لیتذکروا اولوا الالباب (۴)

یہ بابرکت کتاب ہے جسے ہم نے آپ کی طرف اس لیے نازل فرمایا ہے کہ لوگ اس کی آیتوں پر غور وفکر کریں اور عقلمند اس سے نصیحت حاصل کریں۔اس آیت میں اللہ تعالی نے قرآن مجید کے نازل کرنے کا مقصد بیان کیا ہے تاکہ اس میں تدبر وتفکر کیا جائے اسی صورت میں اس سے حقیقی استفادہ ہوسکتا ہے اور حقیقی استفادہ کے لیئے قرآن مجید کے ساتھ علمی، عملی، تلاوۃ اور تدبر وتفکر کا تعلق جوڑنا بہت ضروری ہے۔فہم قرآن کا مطلب ہے کہ: قرآن مجید میں بیان کردہ کائناتی سچائیوں سے اپنی تخلیق کا مقصد حاصل کیا جاسکے۔ان عالمگیر صداقتوں کے بیان اور تفہیم و تسھیل کے لئے ایسے علماء پیدا کیے جنھوں نے قرآن مجید میں تدبر وتفکر کر کے اپنی تالیفات میں اسے آسان کیا اور اس کے قواعد کی وضاحت کی۔آیات کے مابین ظاہری تعارض کو دور کرنا وغیرہ۔ بظاہر قرآن کریم دوسری عام کتابوں کی طرح ایک کتاب ہی ہے لیکن قرآن مجید کا علم رکھنے والے اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ چند امور اسے دوسری کتب سے ممیّز کرتے ہیں ان میں سے کچھ کا تعلق احکام سے ہے تو کچھ کا قوانین سے جبکہ کچھ کا تعلق معجزات سے بھی ہے۔الغرض اس کتاب کو جس ہستی پر نازل کیا گیا تھا وہ امی تھی لہذا یہ کتاب اور اس کی منفرد تعبیرات کا سمجھنا اتنا آسان بھی نہ تھا اسی مقصد کے لیے علماء نے تسھیل فہم قرآن کے لیے قرآن مجید کے تراجم وتفاسیر لکھنا شروع کیں۔

قرآن فہمی کے بنیادی اصول:۔

اللہ رب العزت نے قرآن مجید کو نازل کرتے وقت انسان کے تمام تر بشری تقاضوں کو مدنظر رکھا تھا اس اعتبار سے قرآن مجید میں ہر اس مسئلے کا حل موجود ہے جس سے انسان کو اپنی شب وروز کی زندگی میں سامنا کرنا پڑتا ہے۔ان مسائل کے حل کے لیے قرآن فہمی بہت اہم ہے۔قرآن فہمی عربی دان طبقہ اور عجمی طبقہ دونوں کے لیے بہت ضروری ہے اور قرآن مجید کے ترجمہ وتفاسیر وحواشی کا کام خواہ عربی میں کیا جائے یا غیر عربی زبانوں میں اس کے کچھ بنیادی اصول ہیں جن کو ذہن میں رکھنا بہت ضروری ہے ورنہ تفہیم قرآن مجید ناممکن ہوگا۔

ان بنیادی اصولوں کو درج ذیل نکات میں بیان کیا جاسکتا ہے:

ا۔ تدریجی نزول:

ہر شخص اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ دیگر کتب کے برعکس قرآن مجید اسلامی معاشرے کی ضرورتوں کو مدنظر

رکھ کرنازل ہوا کبھی ایک آیت اور کبھی ایک سے زائد بلکہ کبھی ایک ہی حکم کی وضاحت کے لیے مختلف اوقات میں آیات نازل کی گئیں اس کی سب سے بڑی وجہ انسان کی فطرت تھی کہ وہ یکدم بہت زیادہ احکام قبول کرنے سے تنفر کا شکار ہو جاتا ہے لیکن وہی احکام بتدریج عطا کیے گئے تو اس نے با آسانی دل کی گہرائیوں سے اسے قبول کرلیا۔ پہلے کسی معاملے میں خفیف اشارہ پھر کوئی نرم حکم نازل کیا گیا تا کہ اس کی اہمیت ذہن نشین ہو جائے اور آخر میں واضح حکم نازل کر کے صراط مستقیم کا راستہ دکھا دیا اسے فقہی تدریج بھی کہتے ہیں اس تدریج کی تائید سورۃ الفرقان میں اس طرح ہوتی ہے۔

وقال الذین کفروا لولا نزل علیه القرآن جملة واحدة (۵)

ترجمہ: اور کافروں نے کہا کہ اس پر قرآن سارے کا سارا ایک ساتھ ہی کیوں نہیں اتارا گیا اور یہ اصول انسانی مزاج کے عین مطابق ہے حرمت شراب اس کی ایک واضح مثال ہے۔

۲۔نسخ:

بعض اوقات ایک ہی مسئلے پر ایک سے زائد حکم نازل ہوئے جو مختلف اوقات سے تعلق رکھتے ہیں ایسے مسائل پر سب سے آخری حکم کو حتمی سمجھا جائے گا۔ سابقہ حکم منسوخ سمجھے جائیں گے جیسا کہ حرمت شراب میں واقع ہوا۔ حرمت شراب میں سب سے پہلا حکم نازل ہوا:

یسئلونک عن الخمر و المیسر قل فیهما اثم کبیر و منافع للناس و اثمهما اکبر من نفعهما (۶)

لوگ آپ سے شراب اور جوئے کا مسئلہ پوچھتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ ان دونوں میں بہت بڑا گناہ ہے اور لوگوں کو اس سے دنیاوی فائدہ بھی ہوتا ہے لیکن ان کا گناہ ان کے فائدے سے بہت زیادہ ہے

اس میں امتناع مذکور نہیں ہے لیکن شراب سے امتناع کی طرف یہ پہلا قدم تھا جو مضرت کی صورت میں بیان ہوا۔ پھر کچھ عرصے بعد شراب کے بارے میں کراھیت نازل ہوئی ۔

یایها الذین آمنوا لا تقربوا الصلاة و انتم سکاری حتی تعلموا ماتقولون (۷)

اے ایمان والو جب تم نشے میں مست ہو نماز کے قریب بھی نہ جاؤ جب تک اپنی بات کو سمجھنے نہ لگو

اس آیت کے تحت حالت نماز میں شراب منع کی گئی کہ نشے کی حالت میں نماز سے باز رہیں۔ اور کچھ عرصے بعد حرمت شراب کو نماز کے محدود دائرے سے نکال کر مسلمان کی پوری زندگی پر محیط کر دیا۔

یایها الذین آمنوا انما الخمر و المیسر و الانصاب والازلام جس من عمل الشیطان فاجتنبوه لعلکم تفلحون (۸)

اے ایمان والو بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور تھان اور فال نکالنے کے پانسے کے تیر یہ سب گندی باتیں شیطانی کام ہیں ان سے بالکل الگ رہو تا کہ تم فلاح پاسکو

نسخ کی مختلف کیفیات ہیں جو علوم القرآن کی کتب میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں یہ بات واضح رہے کہ نسخ کی حکمت احکام الٰہی کو قابل عمل اور قابل تنفیذ بنانا تھا تا کہ امت امسلمہ اس پر بآسانی عمل پیرا ہو سکے۔

۳۔عدم حرج:

ان بنیادی اصولوں میں سے ایک عدم حرج ہے۔حرج سے مراد ایسی صورت حال جس سے نکلنا ممکن نہ ہو(۹) اور قرآن مجید بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ:احکام الٰہی میں حرج نہیں ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج (۱۰)

اللہ تعالیٰ تم پر کسی قسم کی تنگی ڈالنا نہیں چاہتا

یعنی اسلامی شریعت میں تیسیر کو مدنظر رکھا گیا ہے کہ انسانی برداشت سے باہر نہ ہو۔اس سے ان احکام میں توازن پیدا ہوا لیکن یہ بات واضح رہے کہ روز مرہ کی مشکلات کو حرج کا نام نہیں دیا جاسکتا بعض اوقات مستقل احکام میں کیفیت حرج کی وجہ سے تخفیف کی صورت میں عمل کیا جاتا ہے جیسے سفر وحضر میں نماز وروزہ کی ادائیگی کے حکم میں فرق پایا جاتا ہے کہ اصل مقصد فرائض کی ادائیگی ہے جس میں کوئی کوتاہی یا غفلت نہ ہو جس کی تفصیل کتب احکام میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے

۴۔تکالیف کا کم ہونا:

احکام الٰہی پر عمل پیرا ہوتے وقت اگر مستقل تکالیف کا سامنا کرنا پڑے تو ان پر عمل ناممکن ہو جاتا ہے۔اس لیے قرآن مجید نے اس کو واضح کیا کہ اللہ رب العزت نے احکام میں آسانی پیدا کی ہے اور کسی انسان کو انکی طاقت سے بڑھ کر مکلف نہیں کیا۔جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر (۱۱)

اللہ تعالیٰ کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہے سختی کا نہیں

لیکن ساتھ ہی قرآن مجید نے اس بات کا مطالبہ بھی کیا کہ جس حد تک ممکن ہے اسمیں کوئی کوتاہی یا غفلت نہیں ہونی چاہیے۔

جیسا کہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے کہ:

فاتقوا اللہ ما استطعتم (۱۲)

پس جہاں تک ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو

۵۔ اسباب نزول:

جیسا کہ سطور سابقہ میں گزرا کہ قرآن مجید تیئس سال کی مدت میں آہستہ آہستہ مختلف مواقع کی مناسبت سے نازل ہوا۔ اس کی آگاہی کے بعد قرآن فہمی آسان ہو جاتی ہے۔ اس کی تفصیل آئندہ سطور میں ملاحظہ کریں۔

۶۔ محکم اور متشابہ:

آیات قرآن مجید کی دو اقسام ہیں محکم اور متشابہ۔

محکم سے مراد وہ آیات جس میں کوئی واضح حکم موجود ہو اور کوئی ابہام وغموض نہ ہو اور نہ ہی کسی تاویل کی گنجائش ہو۔

متشابہ سے مراد وہ آیات جس میں کوئی واضح حکم موجود نہ ہو اور نہ کوئی ابہام وغموض ہو اور تاویل کی گنجائش ہو جس میں عقائد اور ایمانیات کے موضوعات شامل ہوتے ہیں اور بسا اوقات وہ انسانی عقل کی رسائی سے باہر ہوتے ہیں مثلاً:

ولا تنکحوا المشرکات حتی یؤمن (۱۳)

اور مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو یہاں تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں

اس آیت میں واضح حکم ہونے کی وجہ سے اس پر عمل آسان ہے اور اس میں کوئی ابھام نہیں ہے۔

جبکہ ایک دوسری آیت میں ہے کہ:۔

الرحمن علی العرش استوی (۱۴)

جو رحمٰن ہے، عرش پر قائم ہے

اس آیت کا تعلق روزمرہ زندگی سے نہیں ہے اس کے مفہوم میں ابہام بھی ہے جس کی ایک سے زائد تاویلات کتب تفاسیر میں پائی جاتی ہیں لیکن ایمان بالغیب کے تقاضے کے تحت اس کی کیفیت جانے بغیر تصدیق ہم پر فرض ہے خواہ اس کے حتمی مفاہیم تک رسائی نہ ہو۔

۷۔ خاص اور عام

قرآنی کلمات کی ایک تقسیم خاص اور عام کی بھی ہے جس میں خاص ہر طرح کے ابہام واشکال احتمال سے خالی

ہوتا ہے اس کے وہی معانی مراد لیے جاسکتے ہیں جن کے لیے یہ لفظ وضع کیا جاتا ہے جبکہ عام وہ ہے جو عموم اور کثرت پر دلالت کرتا ہے یعنی کسی غیر محصور شیئ کے لیے استعمال ہونا جس کے مفہوم اور حکم میں دیگر اشیاء بھی شامل کی جاسکتی ہوں۔(۱۵)

۸۔مجمل اور مفسر

قرآن مجید میں بعض مقامات پر اجمالی احکام ملتے ہیں جن کی تفصیل نہیں ملتی ایسے اجمال واختصار کو مجمل کہتے ہیں اور کچھ آیات میں ان مجمل آیات کی تفصیل ہوتی ہے تاکہ مسئلہ کی نوعیت واضح ہو جائے اور بات بآسانی سمجھ میں آجائے اسے مفسر کہتے ہیں

مثلاً قرآن مجید میں نماز کا حکم اجمالی طور پر آیا ہے جس کی تفصیل ہمیں قرآن مجید کی دیگر آیات اور احادیث میں ملتی ہے تو ایسی آیات اور احادیث ان مجمل آیات کے لیے مفسر ہوتی ہیں۔(۱۶)

۹۔مکی اور مدنی سورتوں کی تقسیم:۔

قرآن مجید کی جو سورتیں ھجرت سے قبل نازل ہوئیں وہ مکی کہلاتی ہیں اور جو ھجرت کے بعد نازل ہوئیں وہ مدنی کہلاتی ہیں۔ہجرت سے قبل نازل ہونے والی سورتوں کے مضامین زیادہ تر عقائد اور ایمانیات سے متعلق ہیں جبکہ مدنی سورتوں میں احکامات تفصیل کے ساتھ مذکور ہیں اس فرق کو مدنظر رکھنا مترجم کے لیے قرآن فہمی میں بہت اہمیت کا حامل ہے بلکہ بعض آیات کی فہم اسی امر پر انحصار کرتی ہے

یہ آٹھ نکات مختصراً درج کیے گئے ہیں کہ انہیں قرآن فہمی میں بنیادی اصولوں کی حیثیت حاصل ہے لہذا کوئی فرد جب ترجمہ یا تفسیر کے لیے قلم اٹھانا چاہے تو اس کے لیے ان اصولوں کے تحت ذکر کیے گئے علوم سے کماحقہ واقفیت از حد ضروری ہے وگرنہ ایسے تراجم کا وہی مقام ہوگا جو مستشرقین کے تراجم کا حال ہوتا ہے کہ تمام امور پر مکمل عبور نہ ہونے کی وجہ سے اور ان مذکورہ بالا امور سے جہالت کی وجہ سے قرآن فہمی کی بجائے قرآن فہمی کے نام پر گمراہ کن افکار نشر کرتے ہیں جیسا کہ یورپ میں ایک طویل عرصہ تک جارج سیل کا ترجمہ قرآن ہی معیار ٹھہرا جبکہ اس ترجمہ میں ایسے کئی مقامات ہیں جو انتہائی گمراہ کن ہیں بلکہ مقدمہ ہی ایسے افکار پر مشتمل ہے۔

آرتھر جیفری اپنی کتاب اسلام،محمد اینڈ ہز ریلجن میں قرآن مجید کا تعارف درج ذیل کلمات سے کرواتا ہے کہ:

قرآن اسلامی صحیفہ ہے اسے قرآن مجید اور قرآن عظیم وغیرہ کے ناموں سے تو پکارا جاتا ہے لیکن اسے ہولی قرآن یعنی قرآن پاک نہیں کہا جاتا کچھ جدید دور کے مغرب کے تعلیم یافتہ مسلمان ہولی بائبل کے لقب کی نقل کر کے قرآن

کو بھی ہو لی قرآن یعنی قرآن پاک کہتے ہیں یہ کتاب محمد ﷺ کے بیس سالہ دور نبوت کے بیانات کے مجموعے پر مشتمل ہے یہ بات ظاہر ہے کہ محمد ﷺ ایک ایسی کتاب کی تیاری میں مصروف تھے جو مسلمانوں کے لیے وہی حیثیت رکھے جو یہودیوں کے لیے عہد نامہ قدیم اور عیسائیوں کے لیے عہد نامہ جدید کی ہے۔لیکن اس کتاب کی تکمیل سے پہلے وہ فوت ہو گئے اور آج قرآن میں جو کچھ موجود ہے یہ وہ ہے جو ان کے بعد ان کے پیروکاروں نے جمع کیا اور اسے محمد ﷺ کے الہامات کے مجموعے کے طور پر شائع کر دیا۔(۱۷)

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آرتھر جیفری قرآن مجید کو کلام الٰہی نہیں مانتا بلکہ اس کے خیال میں یہ محمد ﷺ کی تصنیف ہے اور آپ ﷺ کی وفات کے وقت نامکمل حالت میں تھی جس میں صحابہ کے الحاقات بھی موجود ہیں۔

اور جارج سیل یہ کہتا ہے کہ قرآن مجید میں کوئی نئی تعلیم موجود نہیں ہے:

مجھے یقین ہے کہ قرآن مجید میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو محمد ﷺ نے ابتداء میں متعارف کروائی ہو بلکہ قرآن مجید میں جو کچھ ہے اس کو قدیم مصادر میں بآسانی تلاش کیا جا سکتا ہے۔(۱۸)

الغرض ان کتب اور تراجم سے ایسی بے شمار مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں جو ان کے تعصب پر دلالت کر رہی ہے تو ان کی قرآن مجید سے متعلق بنیادی علوم سے جہالت بھی ثابت ہوتی ہے

بسا اوقات مسلمان مترجمین اور مفسرین سے بھی اسی قسم کے تسامحات ہوئے چنانچہ تحریک پاکستان کے رہنما سر سید احمد خان کا ترجمہ اور تفسیر سے اس کی مثال دی جا سکتی ہے۔

فہم قرآن کے وسائل:۔

قرآن مجید امت مسلمہ کے لئے بہت بڑا اشرف وافتخار ہے جس کی رفعت وعلومنزلت کی کوئی اور مثال نہیں ہے اس کی تعلیمات اتنی جامع واکمل ہیں کہ دنیا کا کوئی دوسرا مذہب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا اس کے الفاظ اس قدر پر معنی اور بر محل پر استعمال کئے گئے ہیں کہ ان میں حشو وزوائد نام کی کسی شئے کا قطعی طور پر کوئی وجود نہیں ہے اس کے احکام و فرامین بھی بالکل واضح انسانی طبائع کے مطابق اور ہر لحاظ سے لائق عمل ہیں جس کا مقصد نزول لوگوں کے دلوں کی تثبیت، ذہن و فکر میں استحکام اور ھدایت وبشارت کی نعمت سے متمتع کرنا ہے۔لہذا انسانی مقاصد صرف فہم قرآن سے ہی حل ہو سکتے ہیں اور فہم قرآن کا حصول جن وسائل کی بناء پر ممکن ہے ان وسائل کی بنیادی تقسیم مشہور مفسر امین احسن اصلاحی کی تفسیر تدبر قرآن سے ماخوذ ہے۔

اصلاحی صاحب نے ان وسائل کی تقسیم خارجی اور داخلی وسائل کے اعتبار سے کی ہے۔

خارجی وسائل قرآن مجید کی زبان، آیات اور سورتوں کے مابین نظم وترتیب، اور قرآن کی تفسیر قرآن سے، پر مشتمل ہیں چنانچہ داخلی وسائل تفسیر اور سنت مبارکہ، احادیث مبارکہ اور آثار صحابہ اور اسباب نزول پر مشتمل ہیں ان وسائل کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

قرآن فہمی کے خارجی وسائل:

قرآن مجید کی زبان:

قرآن مجید نے فصحائے عرب کو دعوت مقابلہ دی تھی اس چیلنج کو چودہ سوسال سے زائد عرصہ بیت چکا ہے لیکن اسے قبول کرنے کی ہمت آج تک کسی کو نہ ہوئی بلکہ کفار نے تو اپنے عجز وتقصیر کا اعتراف بھی کر لیا تھا۔

قرآن مجید اپنی قوت بحث، الفاظ کی فصاحت، حسن نظم، اعجاز ترتیب اور اپنے نادر طرز وانداز کے لحاظ سے معجز ہے قرآن مجید بلاغت کے اس مرتبے پر فائز ہے کہ اس کی نظیر لانا استطاعت بشری سے خارج ہے۔

قرآن مجید کو عربوں کے زندگی میں مختلف پہلوؤں میں بنیادی اہمیت حاصل ہے اسلام کے بعد قرآن مجید ان کی زبان اور ادب کا بھی محور بن گیا تھا عربی زبان ولغت کی تدوین، اشعار کی تحقیق وتلاش اسالیب بیان کے ارتقاء اور مختلف فنون ادب کے پروان چڑھنے میں قرآن مجید ہی سب سے بڑا محرک تھا بلکہ بے شمار علوم قرآن مجید ہی سے ایجاد ہوئے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن مجید کی اصل بلاغت اس کی وہ عجیب وغریب حیران کن تعبیرات ہیں جس سے عرب تمام تر فصاحت و بلاغت کے دعوؤں کے باوجود ناواقف تھے اور یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قرآن فہمی کے لیے قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت سے متعلق علوم وفنون کا عمیق مطالعہ اساسی اہمیت رکھتا ہے۔

المختصر قرآن مجید اور عربی تنقید دونوں میں بہت قریبی تعلق ہے لہذا علماء نے اس فن میں مختلف کتب تالیف کی ہیں جیسے مشہور نحوی فراء (م ۲۰۷ھ) نے معانی القرآن لکھی، ابوعبیدہ (م ۲۰۷ھ) نے مجاز القرآن لکھی، ابن قتیبہ نے مشکل قرآن لکھی۔

غالباً اسی وجہ سے مشہور ترک مفکر زغلول سلام نے اپنی کتاب میں لکھا:

قرآن مجید کی عظمت کا عرفان اسی کو ہوسکتا ہے جس کی نظر میں وسعت ہو علم عمیق ہو اور وہ عربوں کے مختلف اسالیب بیان اور طبقات فکر سے واقف ہو۔(۱۹)

اس ضمن میں امام سیوطی نے مترجمین اور مفسرین کے لیے لازم قرار دیا ہے کہ قرآن فہمی کے لیے دو بنیادی قواعد سے آگاہی بہت ضروری ہے:

۱۔ جس کلمے کو وہ اعراب دینا چاہتا ہے (یعنی اس کی نحوی حقیقت معلوم کرنا چاہتا ہے) پہلے اس کے معنی سمجھ لے۔

۲۔نحوی قواعد کی رعایت ملحوظ خاطر رکھے۔(۲۰)

تفصیل کے لیے ملاحظہ کریں: الاتقان فی علوم القرآن، سیوطی، ج۔ا،ص۔۱۸۱، مطبوعہ قاہرہ ۱۹۸۳

البرھان فی علوم القرآن، زرکشی، ج۔ا،ص۔۱۰۱ تا ۳۰۵ مطبوعہ بیروت ۱۹۸۱

الغرض قرآن مجید کی زبان سے متعلق تمام علوم پر دسترس بہت ضروری ہے جن کی تفصیل سطور قادمہ میں آئے گی۔

آیات وسورتوں کے مابین نظم وترتیب:

قرآن مجید کی آیات اور سورتوں کے مابین ایک غیر مرئی لیکن مضبوط تعلق اور مناسبت ہے، جس کی توضیح اور تشریح کے لیے مختلف لوگوں نے کتب لکھی ہیں۔

آیات اور سورتوں کے مابین نظم وترتیب کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ آیات اور سورتوں کی موجودہ ترتیب نزولی سے بالکل ہٹ کر ہے یعنی وہ ترتیب نہیں ہے جس میں وہ نازل ہوئی ہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کے تحت ہر آیت کی خاص جگہ متعین کی گئی سورتیں بڑی اور چھوٹی ہیں بظاہر ان کی ترتیب میں کوئی مناسبت نظر نہیں آئے گی لیکن غور وفکر اور تدبر سے ان آیات اور سورتوں کے مابین انتہائی خوبصورت ربط معلوم ہوگا۔ جبکہ ان کی ترتیب اور حد بندی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کے تحت عمل میں آئی۔

سورتوں کے مابین نظم وترتیب کے حوالے سے امام سیوطی رحمہ اللہ ''الاتقان'' میں لکھتے ہیں:

ترتیب اور نظم کا علم ایک اعلیٰ علم ہے لیکن اس کے مشکل ہونے کے سبب مفسرین نے اس کی طرف بہت کم توجہ دی ہے اور امام الرازی کا قول یہ ہے کہ حکمت قرآن کا اصلی خزانہ اس کے نظم وترتیب میں ہی چھپا ہوا ہے۔(۲۱)

قرآن میں نظم وترتیب کی اہمیت کے بارے میں امین احسن اصلاحی اپنی مشہور ومعروف تفسیر تدبر قرآن میں لکھتے ہیں:

جو شخص نظم کی رہنمائی کے بغیر قرآن کو پڑھے گا وہ زیادہ سے زیادہ جو حاصل کر سکے گا وہ کچھ منفرد احکام اور منفرد قسم کی ہدایات ہیں۔(۲۲)

گو کہ ان منفرد قسم کی ہدایات اور احکام کی قدر وقیمت سے انکار نہیں لیکن قرآن مجید کے ازلی وابدی حسن بے مثال تک رسائی اسی صورت میں ہوسکتی ہے کہ اس کے معانی تمام ممکنہ جوانب سے حاصل کیے جائیں اور حکمت قرآن اجزائے کلام سے نہیں بلکہ نظم کلام سے واضح ہوتی ہے۔ قرآن مجید کے نظم وترتیب کی لاعلمی کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ آیت کے جزء کو اس کے سیاق سباق سے الگ کر کے جو دل چاہا اس کو معانی عطا کر دیئے۔ جبکہ آیت کے جزء کو الگ کر کے تو کئی معانی وضع کیے جاسکتے ہیں لیکن حقیقی معنی وہی ہوں گے جو سیاق وسباق کو مدنظر رکھ کر حاصل کیے جائیں۔

قرآن مجید کا مترجم اور مفسر جب اس عظیم ذمہ داری کا بار اٹھانے کا عزم صمیم کرتا ہے تو سب سے پہلے جو سنگ

میل اس کی راہ آتا ہے وہ زبان پر عبور حاصل کرنا ہے پھر جس ماحول میں قرآن مجید نازل ہوا اس گردوپیش کی معرفت اس عہد کے مسائل اور نظریات وغیرہ سے آگاہی اس کے نظم وترتیب سمجھنے میں ممد ومعاون ثابت ہوتا ہے۔

عرب لوگ تو اس وجہ سے ان سے واقف تھے قرآن مجید ان کے سامنے نازل ہوا تھا لیکن ایک غیر عرب بلکہ موجودہ دور میں عرب بھی اگر ترجمہ یا تفسیر کا ارادہ کرے تو اسے ان امور سے واقفیت حاصل کرنا ہوگی کیونکہ ہمارے اور اس وقت کے ماحول میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔

تصریف آیات

فہم قرآن کے حوالے سے ایک اہم اور اساسی وسیلہ تصریف آیات کا ہے جس کا مطلب ہے کہ قرآن مجید نے اپنے مطالب واضح کرنے کے لیے آیات کے مضامین کی تکرار کا طریقہ اختیار کیا تاکہ وہ لوگوں کے اذہان میں راسخ ہو جائے۔

ولقد صرفنا فی هذا القرآن لیذکروا (۲۳)

ترجمہ: ہم نے تو اس قرآن میں ہر طرح بیان فرمادیا ہے کہ لوگ سمجھ جائیں

ہر ہر طرح کا مطلب ہے وعظ ونصیحت، دلائل وبینات ترغیب وترہیب اور امثال وواقعات، ہر طریقے سے بار بار سمجھایا گیا تاکہ وہ سمجھ جائیں۔(۲۴)

اور ایک مقام پر ہے کہ:

وکذلک نصرف الآیات ولیقولوا درست و لنبینه لقوم یعلمون (۲۵)

اور ہم اس طور پر دلائل کو مختلف پہلوؤں سے بیان کرتے ہیں تاکہ یہ یوں کہیں کہ آپ نے کسی سے پڑھ لیا ہے اور تاکہ ہم اس کو دانشمندوں کے لیے خوب ظاہر کردیں۔

اسے اصطلاحی زبان میں تفسیر القرآن بالقرآن کہا جاتا ہے یعنی قرآن کی تفسیر قرآن مجید سے کی جائے کیونکہ ایک مضمون مختلف سورتوں میں مختلف پیرائے میں بار بار دھرایا جاتا ہے اور بلاشبہ قرآن مجید تکرار محض سے پاک ہے ہر تکرار اضافی معنی یا جدید ترکیب پر مشتمل ہوتی ہے اور ہر تکرار میں سیاق وسباق تبدیل ہوتا ہے۔ بلکہ کسی قرآنی آیت کو سمجھنے کے لیے اس کے تمام متعلقات کو پورے قرآن میں جب تک نہ دیکھ لیا جائے اس وقت تک اس کا سمجھنا محال ہے کم از کم حقیقی اور مرادی معانی کا حصول ناممکن ہے۔

اور بعض اوقات ایک جگہ ایک بات کی دلیل سمجھ میں نہیں آتی لیکن دوسری جگہ وہ بالکل آفتاب کی طرح روشن نظر آتی ہے لہذا مترجم تفہیم قرآن کے سلسلے میں تصریف آیات کے علم سے آگاہی اور معرفت تامہ کی صورت میں ہی اس

فریضہ کی ادائیگی احسن طریقہ سے کرسکتا ہے جس کے بعد اسلام کا پیغام عام لوگوں تک پہنچانا آسان ہو جاتا ہے

فہم قرآن کے داخلی وسائل:

خارجی وسائل کے بعد داخلی وسائل کا بیان ہے جو کہ درج ذیل نکات میں بیان کیئے گئے ہیں۔

سنت مطہرہ، احادیث مبارکہ، آثار صحابہ، اسباب نزول۔

سنت مطہرہ:

اللہ رب العزت نے قرآن مجید کو آپ ﷺ کی مقدس ذات پر نازل کیا چونکہ قرآن مجید کی حقیقی اور عملی تفسیر آپ ﷺ کی حیات طیبہ ہے اور صحیح احادیث میں آپ ﷺ کی بیان کردہ توضیحات وتشریحات موجود ہیں لہذا علماء کے نزدیک قرآن مجید کی تفسیر میں دوسرا درجہ یہ ہے کہ قرآن مجید کی تفسیر آپ ﷺ کی حیات طیبہ سے کی جائے یعنی تفسیر القرآن بالسنۃ۔

پس حدیث احکام شرعیہ کے اعتقادی اور عملی مصادر میں سے دوسرا مصدر ہے اور فہم قرآن میں حدیث کی بہت اہمیت ہے۔ وہ احکام جو قرآن مجید کی عام عبارت میں پنہاں ہوتے ہیں نیز اس کے قواعد کلیہ اور دوسرے امور کی طرف رہنمائی یہ حدیث ہی کی بدولت ممکن ہے جو اس کی تشریح وتوضیح کرتی ہے اور اگر احادیث کا یہ ذخیرہ نہ ہوتا تو ہم پر بہت ساری چیزیں مخفی رہ جاتیں۔ قرآن مجید کے اولین شارح ومفسر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں قرآن مجید کا جو حصہ نازل ہوتا آپ ﷺ اس کی تفسیر فرماتے اس حوالے سے آپ ﷺ کے افعال وتقریرات سب کتب احادیث میں محفوظ ہیں اس کی واضح مثالیں نماز، زکوۃ، حج سے متعلق احکام ہیں جن کی تفصیل ہمیں سنت مطہرہ سے ہی ملتی ہے کہ اگر قرآن مجید میں نماز کا حکم ''اقیموا الصلاۃ'' (۲۶) کی صورت میں آیا ہے تو سنت مطہرہ سے اس کی تفصیل ہمیں ''صلو ا کما رایتمونی اصلی '' (۲۷) کی صورت میں ملتی ہے۔

لہٰذا فہم قرآن کے لیے مترجم اور مفسر کو سیرت طیبہ سے مکمل آگاہی ہونی چاہیے کہ دعوت اسلام، قرآن مجید کا تدریجی نزول اور آپ کی حیات مبارکہ ایک ہی امر ہے جن کے آپس میں چنداں کوئی فرق نہیں ہے۔

آثار صحابہ:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ارضی تک قرآن مجید کی توضیح وتشریح آپ کی مقدس ذات تک محدود رہی اور صحابہ کرام از خود کسی آیت کی تفسیر سے گریز کرتے تھے سوائے اس کے انھوں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو

لیکن آپ کی حیات ارضی کے خاتمہ کے بعد یہ فریضہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے سنبھال لیا آثار صحابہ کی اہمیت اس لیے بھی ہے کہ احادیث کا صحابہ نے از خود کوئی معنی یا مطلب نہیں بیان کیا بلکہ جو کچھ آپ سے سنا تھا یا پھر کلمات قرآن کے لغوی معانی جو عرف میں مشہور تھے انہیں بیان کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ بھی انہیں صحابہ کرام کے توسط سے ہم تک پہنچی ہیں اور صحابہ کرام سب عدول ہیں۔

لہٰذا قرآن فہمی اور حکمت قرآن تک رسائی میں کسی مترجم یا مفسر کو جو مدد سنت مبارکہ یا آثار صحابہ سے ملتی ہے وہ کسی بھی دوسری چیز سے نہیں ملتی پس تفسیر و ترجمہ میں انہیں ترجیح ہی نہیں بلکہ حتمی مقام حاصل ہے۔

اسباب نزول

قرآن مجید کے فہم و ادراک کے سلسلے میں جو قرائن یا وسائل ممد و معاون ثابت ہوتے ہیں ان میں سے ایک اہم وسیلہ اسباب نزول کی معرفت ہے اس سے مراد وہ علم ہے جس کے ذریعے یہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ فلاں آیت کب اور کس موقع پر نازل ہوئی۔

امام سیوطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

آیات کی دو قسمیں ہیں:

ایک وہ جو ابتداء کسی واقعے کے رونما ہوئے بغیر نازل ہوئیں

دوسری وہ آیات جو کسی واقعے یا سوال کے جواب میں نازل ہوئیں۔(۲۸)

لہٰذا حدوث واقعہ کے بعد نازل ہونے والی آیات کا مفہوم اس صورت میں سمجھا جا سکتا ہے کہ پہلے وہ واقعہ معلوم ہو۔

اور امام شاطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

سبب نزول معلوم ہو جانے سے قرآن فہمی میں ہر اشکال کا ازالہ ہو جاتا ہے اس لیے قرآن مجید کے مطالب و معانی سمجھنے کے لیے یہ علم از بس ناگزیر ہے سبب نزول کے جاننے کا مطلب اس موقع یا مقام کا معلوم کرنا ہے جس میں قرآن مجید نازل ہوا سبب نزول نہ جاننے سے آدمی کو فہم قرآن میں دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور ایک ظاہر نص مجمل و مبہم ہو کر رہ جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے معنی و مفہوم میں نزاع اور اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔(۲۹)

اور واحدی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

کسی آیت کا سبب نزول معلوم کیے بغیر اس کی تفسیر ممکن نہیں ہے ابن دقیق العید کے نزدیک سبب نزول قرآن مجید کے معانی سے آگاہ ہونے کا زبردست ذریعہ ہے شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے فرمایا کہ سبب نزول کسی آیت کے فہم و

ادراک میں بڑی حد تک مددگار ثابت ہوتا ہے۔(۳۰)

فہم قرآن میں معاون امور:

اس میں کوئی شک نہیں کہ جو شخص قرآن مجید سمجھنا اور سمجھانا چاہتا ہے تو اس کے لیے لازم ہے کہ وہ تمام امور جو اس میں ممد ہوتے ہیں ان کو مدنظر رکھے اس کے آداب وشروط وغیرہ کا بھی اہتمام کرے۔

لیکن قرآن فہمی کے حوالے سے ترجمہ قرآن ایک بہت بڑا ذریعہ ہے جیسا کہ آئندہ سطور میں اس بات کا تذکرہ بھی کیا جائے گا کہ ترجمہ قرآن اسلام کی نشر واشاعت میں کتنا ممد ومعاون ہے یا کتنا ضروری ہے؟ فہم قرآن کے بنیادی اصول اور فہم قرآن کے وسائل تفصیل سے تحریر کیے جا چکے ہیں اس موضوع کے تحت فہم قرآن میں معاون امور کا تذکرہ کیا جائے گا جو کہ درج ذیل ہیں۔

سورتوں کی ابتداء:

قرآن مجید میں سورتوں کی ابتداء ایک خاص انداز میں ہوئی ہے کہ ہر سورت کی ابتداء اس کے بیان کردہ مقاصد سے مطابقت رکھتی ہے یہ ابتداء اپنے پڑھنے والوں پر گہرا اثر مرتب کرتی ہے کہ اس کا اصل مقصد قاری کی توجہ اپنی طرف مبذول کروانا ہوتی ہے لہذا اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے کبھی قرآن مجید انسان کو براہ راست مخاطب کرتا ہے تو کبھی صرف ایمان والوں کو اور کبھی توحید کے دلائل سے آغاز ہوتا ہے تو کبھی قسم سے آغاز ہو رہا ہے اور کچھ سورتیں حروف مقطعات سے شروع ہو رہی ہیں جن کے بارے میں بعض علماء کا کہنا ہے کہ حروف مقطعات دراصل قرآن مجید کے اعجاز سے براہ راست متعلق ہیں کہ جس سورت کی ابتداء حروف مقطعات سے ہوتی ہے اس سے بالکل متصل یا کچھ آیات کے بعد قرآن مجید کی حقانیت بیان ہوتی ہے جس کی تفصیل ان سورتوں کے مطالعے سے معلوم کی جا سکتی ہے۔(۳۱)

مخاطبین کی توجہ اپنی طرف مبذول کروانے کے لیے کلام کی ابتداء کے لیے یہ منفرد اسلوب عربوں کے لیے نیا تھا لہذا بعض اوقات قرآن مجید کسی سورت کی ابتداء ہی اس کے مضامین سے کرتا ہے جیسا کہ سورۃ الفاتحہ میں اللہ رب العزت کی حمد وثناء کا بیان ہے جو کہ دعا کے آداب میں سب سے اہم قرینہ بھی ہے لہذا پوری سورت دعا پر مشتمل ہے۔

☆بعض کلمات کا خاص اسلامی اصطلاحات کے طور پر استعمال ہونا:

فہم قرآن میں یہ امر بھی اہمیت کا حامل ہے کہ مترجم اس بات پر گہری نظر رکھے کہ عربوں میں اس وقت کون کون سے کلمات زیر استعمال تھے اس دور کی لغت کیا تھی یا جو کلمات قرآن مجید نے بطور اصطلاح استعمال کیے ہیں عربوں کی

لغت ان کے کیا معانی بیان کرتی تھی کیونکہ بے شمار کلمات ایسے ہیں جو پہلے صرف اپنے لغوی مفہوم میں استعمال ہوتے تھے لیکن قرآن مجید نے ان کے خاص مفہوم کا تعین کر دیا جس کے بعد اصل یا لغوی مفہوم اتنا عام نہ رہا۔

جیسا لفظ ''ایمان'' ہے جو کہ عرب صرف تصدیق کے معنوں میں استعمال کرتے تھے لیکن قرآن مجید نے ایمان کا مطلب صرف اپنے بیان کردہ امور کی تصدیق قرار دیا اور ایسے ہی لفظ ''الصلاۃ'' جو کہ پہلے صرف دعا کے مفہوم میں استعمال ہوتا تھا لیکن قرآن مجید نے اسے مخصوص افعال وہیئات پر مشتمل ایک عبادت کے ساتھ خاص کر دیا جو کہ تکبیر سے شروع ہوتی ہے اور تسلیم پر ختم ہوتی ہے۔

لیکن ایک امر واضح رہے قرآن مجید نے ان کے معانی خاص تو کیے لیکن انھیں ان کے اصل معانی سے دور نہیں کیا کہ ایمان ابھی بھی تصدیق کا ہی نام ہے لیکن خاص امور کی تصدیق اور الصلاۃ ابھی بھی دعا ہی ہے جو نماز کی صورت میں ہے ایسی اصطلاحات کی تعداد تقریباً پانچ سو کے قریب ہے۔ جن سے آگاہی ہر مترجم یا مفسر کے لیے بہت ضروری ہے۔

☆ قرآن مجید کا تعلق نہ تو نثر سے ہے اور نہ ہی نظم سے :۔

عمومی طور پر انسان کا کلام یا تو نثر ہوتا ہے یا اشعار کی صورت میں ہوتا ہے جب ہم قرآن مجید کی طرف دیکھتے ہیں تو قرآن مجید نثر اور شعر کی عائد کردہ مروجہ تمام شروط پوری کر رہا ہے لیکن اس کے باوجود قرآن نہ تو نثر ہے اور نہ ہی نظم۔ قرآن مجید کے چھوٹے چھوٹے جملے اور ہم قافیہ الفاظ ایک عجیب سی غنائیت اور موسیقیت پیدا کرتے ہیں مثلاً

لاقسم بیوم القیمة

ولا اقسم بالنفس اللوامة

ایحسب الانسان الن یجمع عظامه

بلی قادرین علی ان یسوی بنانه

بل یرید الانسان لیفجر امامه

یسئل ایان یوم القیامة (۳۲)

اب ان آیات مبارکہ کو پڑھیے تمام تر موسیقیت اور غنائیت کے باوجود یہ اشعار نہیں ہیں۔

ڈاکٹر طٰہ حسین لکھتے ہیں کہ:

''بلاشبہ قرآن جیسے کہ شعر نہیں ہے ویسے ہی نثر بھی نہیں ہے لیکن بلاشک کے وہ قرآن ہے اور یہ ممکن نہیں ہے کہ اس نام کے علاوہ اس کا کچھ اور نام رکھا جائے لیکن وہ شعر نہیں ہے کیونکہ یہ بات واضح ہے کہ وہ شعر کی قیود کے ساتھ مقید نہیں ہے اور نثر بھی نہیں ہے کیونکہ وہ جن خاص قیود کے ساتھ مقید ہے وہ اس کے علاوہ کہیں اور نہیں پائی جاتی۔'' (۳۳)

قرآن فہمی کے لیے مترجم یا مفسر کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ قرآن کی تسھیل میں شعر و نثر کے مروجہ قواعد کو استعمال نہ کرے (۳۴) بلکہ اس کے فہم کے خارجی اور داخلی وسائل اور بنیادی اصولوں کے ساتھ کام لے۔

☆ قرآن مجید کا مسائل پیش کرنے میں اسلوب:

اپنی بات کہنے میں قرآن مجید نے اپنا خاص اسلوب استعمال کیا ہے جو کہ عربوں میں غیر معروف تھا۔

جیسا کہ شیخ باقلانی لکھتے ہیں:

بلاشبہ قرآن کا طرز اس کے مختلف طریقوں سے اظہار بیان کے سبب اور مختلف مسالک کو اختیار کرنے کے باعث عربوں کے تمام مروجہ کلام سے مستثنٰی اور ان کی تقاریر کے مروجہ اسالیب سے باہر ہے اس کا اپنا خاص اسلوب ہے جو کلام کے عام اسلوبوں سے ہٹ کر خود اپنا طریقہ کلام اختیار کرنے میں ممتاز ہے۔ (۳۵)

اور امام رافعی لکھتے ہیں:

اور انہی وجوہ کی بناء پر ہم کو اس بحث سے یہ نتیجہ نکالنا چاہیے کہ قرآن مجید چونکہ کسی انسان کی طرف سے پیش کردہ نہیں ہے اس لیے اس کا کلام منفرد ہے اور اگر وہ کسی انسان کی طرف سے پیش کردہ ہوتا تو وہ بلاشبہ عربوں کے اسلوبوں میں سے کسی اسلوب کلام کا مشابہ ہوتا یا آج ہمارے دور میں کسی نہ کسی نے اس منہج پر اپنا کلام پیش کیا ہوتا (۳۶)

لہذا مترجم قرآن اس کے اسلوب کو عربوں کے اسالیب سے بلکہ دنیا کی تمام زبانوں کے اسالیب سے مختلف پائے گا عربوں کو جس بات کی دعوت دی گئی تھی وہ یہ تھی کہ وہ قرآن مجید کے اسلوب و انداز کی نظیر پیش کریں (۳۷)

☆ علم تفسیر:۔

قرآن فہمی کے لیے جو علوم مدون کیے گیے ان میں سب سے اہم علم تفسیر ہے۔

یہ ایک ایسا علم ہے جس میں قرآن مجید کے الفاظ کی کیفیت نطق سے الفاظ کے مدلولات اور ان کے احکام افرادی و ترکیبی اور ان کے معانی سے جن پر الفاظ بحالت ترکیب محمول کیے جاتے ہیں بحث کی جاتی ہے۔ (۳۸)

علامہ زرکشی علم تفسیر کے بارے میں لکھتے ہیں:

علم تفسیر کے ذریعے قرآن مجید کا فہم و ادراک حاصل کیا جاتا ہے اور اس کے احکام و مصالح معلوم کیے جاتے ہیں علم تفسیر میں مختلف علوم کی مدد لی جاتی ہے۔ (۳۹)

☆علم قرءات:۔

اس سے مراد وہ علم ہے جس میں قرآن کلمات کے ادا کرنے کی کیفیت اور اس میں جو اختلاف ہے وہ بیان کیا جاتا ہے اور وہ اختلاف قرءات کو ان کے ناقلین کی طرف منسوب کیا جاتا ہے تا کہ قرآن مجید میں لفظ اور لہجے کی تحریف کو راہ پانے کا موقع نہ ملے۔(۴۰)

علم قرءات سے واقفیت کی بناء پر مترجم کلمات کے حقیقی اور مرادی معانی تک رسائی حاصل کر سکتا ہے جو کہ اس کی واقفیت کے بغیر ناممکن تو نہیں لیکن مشکل ضرور ہے اور دیگر معاون علوم میں علم رسم الخط یا کتابت، علم املاء اور اعراب اور نقطے، علم ترجمہ، علم اعجاز القرآن، علم اعراب القرآن، اور علم اشتقاق، علم غریب القرآن وغیرہ شامل ہیں جن کی تفصیل سے ہمارا موضوع متحمل نہیں ہو سکتا لہذا صرف ناموں پر اکتفاء کیا جا رہا ہے۔

☆ترجمہ قرآن مجید:۔

لفظ ترجمہ کے عربی زبان میں چار مختلف لغوی مفاہیم ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:۔

۱۔کلام کو ایسے شخص تک پہنچانا جس تک وہ نہ پہنچ سکا ہو

۲۔کلام کی تفسیر اسی زبان میں جس میں وہ وارد ہوا ہے

۳۔کسی دوسری زبان میں کلام کی تفسیر و توضیح کرنا

۴۔کلام کو ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل کرنا (۴۱)

عرف عام ترجمہ کے لیے چوتھے معانی مراد ہوتے ہیں گویا کہ ترجمہ کے معنی ہوئے:

ایک زبان میں جو کلام وارد ہوا ہے اس کے معنی و مفہوم کو دوسری زبان میں اس طرح ادا کرنا کہ اس کے معانی و مقاصد میں کوئی فرق نہ آنے پائے (۴۲)

لہذا التعریف کی روشنی میں ترجمہ دو قسم کا ہو سکتا ہے ایک لفظی اور دوسرا تفسیری جن کی تعریفیں درج ذیل ہیں:

لفظی ترجمہ:

اصل کلام کی نظم و ترتیب کو بحال رکھتے ہوئے ایک لفظ کی جگہ دوسرا مترادف لفظ رکھ دیا جاتا ہے

تفسیری ترجمہ:۔

اس میں اصل کلام کی نظم و ترتیب کو پیش نظر نہیں رکھا جاتا بلکہ کلام کے معانی و مقاصد کو اہمیت دی جاتی ہے۔

☆ترجمے کے بنیادی خواص:

۱۔ترجمے کے الفاظ مستقل ہوتے ہیں جو کہ اصل کی جگہ لے کر اس کے قائم مقام بن جاتے ہیں

۲۔ترجمے میں شرح وتفصیل کی گنجائش نہیں ہوتی

۳۔ترجمے میں اصل کلام کے تمام معانی و مقاصد کو برقرار رکھا جاتا ہے

۴۔ترجمہ اس دعوی کو متضمن ہوتا ہے کہ مترجم نے جن معانی و مقاصد کے لیے اصل کلام سے نقل کیا ہے ان پر اطمینان کا اظہار کیا جاسکتا ہے۔(۴۳)

گو کہ قرآن مجید کے اولین مخاطب عرب تھے جن کے لیے قرآن کا سمجھنا مشکل نہ تھا کہ قرآن ان کے سامنے حالات اور ضرورتوں کے تحت نازل ہوا لیکن اس کے بعد اسلام جہاں جہاں پہنچا وہاں عوام کو سمجھانے کے لیے قرآن مجید کے تراجم کیے گئے اس اعتبار سے قرآن مجید دنیا کی واحد کتاب ہے جس کا سب سے زیادہ زبانوں میں ترجمہ ہوا بلکہ ان تراجم کی اصل تعداد کا شمار ہی ممکن نہیں ہے۔

☆ضرورت ترجمہ قرآن مجید:

دین اسلام کی فہم کا بنیادی ماخذ قرآن مجید ہے جس کی فہم کے بغیر ترجمہ یا تفسیر ممکن ہی نہیں ہے اور لوگ ہمیشہ سے تفسیر و ترجمہ کے محتاج رہے ہیں کیونکہ قرآن مجید کی بے شمار آیات ایسی ہیں جن کے مفہوم کا تعین بہت مشکل اور دشوار ہے کیونکہ

☆بعض کلمات ایک سے زائد معانی کے حامل ہوتے ہیں ان میں سے کسی ایک کو ترجیح دینا ترجمہ وتفسیر سے ہی ممکن ہے جس کا تعین قرائن وشواہد اور سیاق وسباق کی مدد سے کیا جاتا ہے

☆قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت اعلی درجہ کی ہے اور فصاحت و بلاغت کے حوالے سے کلمات کا وسیع المعانی ہونے کا احساس دلاتا ہے کہ ان کلمات کے مفاہیم کا تعین بہت ضروری ہے

☆بعض اوقات قرآن مجید کے کلمات ایسے معانی پر مشتمل ہوتے ہیں جو بظاہر معلوم نہیں ہوتے ان مخفی معانی کو ظاہر کرنے کے لیے ترجمہ کی ضرورت پڑتی ہے

☆کچھ آیات اسباب کے تحت نازل ہوئیں بلکہ بعض آیات تو اپنے اسباب کے ساتھ خاص ہیں اور ان کے صحیح معانی کا تعین بغیر اسباب کے ممکن نہیں ہے

☆قرآن مجید کے بے شمار مقامات ایسے ہیں جن کی فہم معرفت سنت کے بغیر ممکن نہیں ہے پس وہ آیت اگر مجمل ہوگی تو سنت میں اس کی تفصیل مذکور ہوگی یا پھر اس آیت میں حکم عام ہوگا تو سنت میں اس کی تخصیص ہوگی یا پھر آیت مطلق ہوگی اور

سنت میں اس کی تقیید ہوتی ہے لہذا ان کا سمجھنا ترجمہ وتفسیر کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے

المختصر ترجمہ وتفسیر قرآن مجید کی تشریحات وتوضیحات پر مشتمل علم کا نام ہے جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو عطا کیا اور صحابہ کرام نے یہ علم اپنے بعد آنے والوں کو سکھایا یہاں ایک غلطی کا ازالہ بہت ضروری ہے جو کہ ابن خلدون کی تحریر سے پیدا ہوئی کہ تمام عرب قرآن مجید کو سمجھتے ہیں اور اسے اپنے کلام کی طرح واضح سمجھتے ہیں جیسا کہ انھوں نے اپنے مقدمہ میں لکھا:

پس تفسیر تو قرآن مجید عربوں کی زبان میں نازل ہوا اور اس کے اسالیب بلاغۃ بھی ان کے ہاں معروف تھے وہ لوگ اسے سمجھتے تھے اس کے مفردات اور تراکیب کا علم انہیں حاصل تھا جبکہ قرآن مجید ایک ایک آیت کر کے نازل ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجمل کو بیان کرتے تھے۔ (۴۴)

یہ کلام بعض وجوہ کی بناء پر صحیح نہیں کہ ابن خلدون سے بہت پہلے ابن قتیبہ نے لکھا تھا:

بے شک تمام عرب قرآن مجید کے علوم کی معرفت میں یکساں نہیں ہیں۔ (۴۵)

ایک روایت بھی اس امر کی تائید کرتی ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کسی نے ''فاکھۃ و ابا'' کے معنی پوچھے تو انھوں نے کہا کہ: کون سا آسمان مجھے سایہ دے گا اور کون سی زمین مجھے پناہ دے گی اگر میں قرآن مجید میں اس بات کے بارے میں کچھ کہوں جس کا مجھے علم نہیں۔

اس حوالے سے یہ امر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ بعض روایات کے مطابق سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے اپنے ہم وطن نومسلموں کے لیے سورۃ الفاتحہ کا فارسی ترجمہ کیا تھا۔ (۴۶)

اور خلافت بنو امیہ کے اواخر میں قرآن مجید کا بربر زبان میں ترجمے کا بھی ذکر ملتا ہے۔ (۴۷)

اور اسے اولین ترجمہ کہا جا سکتا ہے

☆ جواز:

قرآن مجید کے عربی زبان سے دوسری زبانوں پر ترجمے پر کوئی واضح اختلاف نہیں پایا جاتا۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دور میں اس کی اجازت سلمان فارسی کو دی تھی۔

اور عصر حاضر میں قرآن مجید کے دوسری زبانوں میں ترجمہ کرنے کے جواز پر تمام علماء کا تقریباً اتفاق ہے مگر اس میں حد درجہ احتیاط کی ضرورت ہے علمائے اسلام نے اپنے اپنے ملکوں کی زبانوں میں قرآن فہمی کے لیے ترجمے کیے ان کا مقصد یہ تھا کہ چونکہ قرآن مجید ایک مکمل مقصد حیات ہے اس لیے ہر شخص کے لیے اسے سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کا موقع مہیا کیا جائے اس کے برعکس غیر مسلم اقوام کے مذہبی رہنماؤں نے قرآن مجید کو خود سمجھنے اور پھر اپنی قوم کو عمداً ایک غلط

قسم کا تاثر دینے کے لیے یورپ کی مختلف زبانوں میں ترجمے کیے اس لیے کہ قرآن مجید کے ترجمے بدنیتی اور اسلام دشمنی کے نقطہ نگاہ سے بھی کیے جانے لگے ہیں چند مغربی زبانوں میں کیے گئے بعض تراجم مثال کے طور پر پیش کیے جاسکتے ہیں۔

مغربی زبانوں میں سب سے پہلا ترجمہ لاطینی زبان میں ۱۱۴۳عیسوی میں رابرٹس نے کیا جو کہ غلط فہمیوں اور اغلاط کا پلندا تھا اور سب سے بڑھ کر وہ متعصّبانہ بدنیتی پر مبنی تھا اس کے علاوہ اطالوی زبان میں ھینن نے ۱۵۴۷عیسوی میں ترجمہ کیا اور ہسپانوی زبان میں ڈی رولس نے ۱۸۴۹عیسوی میں ترجمہ کیا اور فرانسیسی زبان میں آندرے ڈی ریور نے ۱۶۴۷عیسوی میں ترجمہ کیا اور انگریزی میں ایڈورڈ ھنری پالمر نے ۱۸۸۰میں ترجمہ کیا اس کے علاوہ جارج سیل کا دی قرآن ، یہ تمام تراجم قرآن مجید کی تعلیمات کو غلط انداز میں پیش کرنے کی نیت سے کیے گئے۔(۴۸)

ترجمہ قرآن مجید کے چار مختلف لغوی مفاہیم ہیں جن کے احکام درج ذیل ہیں:۔

اول: ترجمہ قرآن سے مراد اس کے کلمات کا لوگوں تک پہنچانا تو یہ عین عبادت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے

''بلغوا عنی ولو آیۃ''(۴۹)اور ایک دوسری حدیث ہے کہ''خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ''(۵۰)

دوم: ترجمہ قرآن سے مراد عربی زبان میں اس کی تفسیر کا ہونا

اس کے لیے بھی جواز کا حکم ہے کہ قرآن مجید کا مقصد نزول ''لتبین للناس'' سے واضح ہو رہا ہے لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پوری زندگی کے اعمال، افعال اور اقوال کے ذریعے اس فریضہ ربانی کو سرانجام دیا۔

سوم: ترجمہ قرآن مجید سے مراد عربی زبان کے علاوہ کسی اور زبان میں تفسیر کرنا

اس کے لیے کچھ شروط کا تعین کیا جاتا ہے کہ اس کے ساتھ جواز کا حکم ہے جن میں کچھ کا تذکرہ بنیادی اصول اور وسائل کے ضمن میں کیا جا چکا ہے۔

چہارم: ترجمہ قرآن سے مراد کسی دوسری زبان میں منتقل کرنا اس قسم میں علماء کہتے ہیں کہ ترجمہ بہت مشکل ہے لیکن ترجمانی ممکن ہے کیونکہ ترجمہ کا بمطابق اصل ہونا لازم ہے لیکن ترجمانی سے مراد مفہوم پہنچانا ہے۔

☆ممیّزات:

جیسا کہ سطور سابقہ میں یہ بات گزر چکی ہے کہ قرآن مجید کے تراجم کا حقیقی مقصد تسہیل فہم قرآن ہے اس غرض کے لیے قرآن مجید کے دنیا کی بے شمار زبانوں میں ان گنت تراجم ہوئے جن کی تعداد بلاشبہ ہزاروں میں نہیں بلکہ لاکھوں میں ہے۔

قرآن مجید کا ترجمہ خواہ کسی بھی زبان میں ہو اسی میں چند ممیّزات از حد ضروری ہیں جس کے بغیر وہ ترجمہ اپنے

حقیقی اہداف کے حصول سے کبھی بھی ہم کنار نہ ہو سکے گا ان میں سے چند ممیزات درج ذیل ہیں:۔

۱۔ ترجمہ کی عبارت سھل اور واضح ہو کہ ہر شخص اس کو سمجھ سکے

۲۔ ترجمہ میں جو تراکیب استعمال کی جائیں ان میں کسی قسم کا حشو وزوائد نہ ہو کہ وہ زائد از ضرورت اور بلا فائدہ محسوس ہوں جس میں قاری آیت کے اصل مفہوم سے دور نکل کر اپنا وقت ضائع ہوتا ہوا محسوس کرے

۳۔ ترجمہ کے دوران مترجم ایسے منہج کو اختیار کرے کہ کوئی مختلف فیہ یا متنازعہ امر اس میں داخل نہ ہو کہ قرآن مجید تنازعات کی کتاب نہیں کہ ترجمہ کے نام پر اپنے ذاتی خیالات اس طرح بیان کیے جائیں کہ اس سے تنازعات کو مزید ہوا ملے۔

۴۔ آیت کے ترجمے کے دوران اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ اس آیت کا تعلق کس موضوع سے ہے اس موضوع کی مناسبت اور سیاق وسباق کے مفہوم کا خیال خاص طور پر رکھا جائے

۵۔ ترجمہ کے دوران قرآنی اصطلاحات کے ترجمے کے لیے اس بات کو بھی مدنظر رکھا جائے کہ ان کلمات کے جو مقامی مترادفات تلاش کیے گئے ہوں وہ واقعی اس مفہوم میں استعمال ہو رہے ہوں وہ ذومعنی نہ ہوں یا اس لفظ کا کوئی ایسا استعمال نہ ہو جو اس اصطلاح کے حقیقی مفہوم سے مناسبت نہ رکھتا ہو جیسے لفظ اللہ کے لیے خدا کا لفظ ستعمال کرنا جو کہ صحیح نہیں ہے۔(۵۱)

☆شروط ترجمہ قرآن مجید:

ترجمہ قرآن مجید کسی نوع کا بھی ہو اس میں وہ فصاحت و بلاغت اور حسن بیان ممکن نہیں ہے جو عربی زبان کا خاصہ ہے اور یہ بات بلا شک وشبہ درست ہے کہ ترجمہ کتنا ہی مفہوم سے نزدیک تر نہ کیوں ہو ایجاز و اعجاز کے تمام اوصاف اور خوبیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا جو قرآن مجید میں موجود ہے۔ اسے کلام اللہ کا مفہوم و ترجمانی کہا جائے گا۔

ترجمہ میں یہ بات پیش نظر ہوتی ہے کہ وہ سلیس سادہ عام فہم اور باوقار ہو اور قرآن مجید کا مفہوم ادا کرتا ہو چونکہ قرآن مجید ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اس لیے ہر شخص کے لیے اسے سمجھنا اور اس پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔

چونکہ ترجمہ کا اصل ھدف قرآنی تعلیمات کو عام کرنا ہے لہذا اس کا خاص منہج اور شروط ہیں جو کہ اختصار کے ساتھ درج ذیل ہیں

۱۔کسی بھی آیت کے ترجمہ کے لیے اس آیت سے متعلق تمام آیات کا مطالعہ

۲۔کسی بھی آیت کے ترجمہ کے لیے اس آیت سے متعلق تمام احادیث مبارکہ کا مطالعہ

۳۔کسی بھی آیت کے ترجمہ کے لیے اس آیت سے متعلق صحابہ کرام کے آثار کا مطالعہ

۴۔کسی بھی آیت کے ترجمہ کے لیے اس آیت سے متعلق تابعین کے اقوال کا مطالعہ

۵۔اپنی ذاتی آراء پر مشتمل تعبیرات سے گریز کرنا

۶۔اسباب نزول سے آگاہی

۷۔اصطلاحات کی دلالت سے مکمل آگاہی

۸۔آیات سے متعلق تاریخی حقائق سے آگاہی

جن علوم کی معرفت اس کے لیے لازمی ہے وہ درج ذیل ہیں:۔

۱۔لغت عربی سے متعلق علوم جیسے علم نحو، علم صرف، علم اشتقاق حروف، علوم بلاغۃ

۲۔علم اصول فقہ

۳۔علم اصولات دین

۴۔علوم قرآن، علم قرءات، اسباب نزول، ناسخ و منسوخ علم قصص

۵۔علوم احادیث جو احادیث سے متعلق ہیں

۶۔صحابہ کرام کی تفسیر سے آگاہی

☆ کیا فہم اسلام ترجمہ قرآن مجید پر متوقف ہے؟

یہ امر غیر معقول ہے کہ ہم روئے زمین پر موجود اقوام سے مطالبہ کریں کہ وہ عربی زبان میں مہارت نامہ حاصل کریں تا کہ احکام اسلام سیکھنے کے لیے وہ براہ راست اصل مصادر سے استفادہ کر سکیں یہ اجتماعی طور پر ناممکن ہے سوائے چند افراد کے۔ لہذا مسلمانوں پر فرض ہے کہ ان میں کچھ لوگ دنیا میں پائی جانے والی لغات کا علم حاصل کر کے قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کی تعلیمات کو دیگر زبانوں میں بیان کریں کیونکہ دین کی دعوت قرآن مجید کی اساس پر استوار ہے لہذا دین اسلام کی نشر و اشاعت کے لیے قرآن مجید کا ترجمہ ایسے ہی ہے جیسے زندگی کے لیے سانس کی اہمیت ہے قرآن مجید میں ارشاد باری تعالی ہے کہ:۔

ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر (۵۲)

تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو بھلائی کی طرف بلائے اور نیک کاموں کا حکم دے اور برے کاموں سے روکے۔

یہ آیت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ اہل علم اس طرف متوجہ ہوں کہ مسلمانوں میں ایک جماعت کا فریضہ ہونا

چاہیے کہ لوگوں کو اسلام کی طرف بلائے اور یہ اس وقت ممکن ہے جب وہ لوگوں کو ان کی زبان میں مخاطب کرے قرآن مجید واحادیث مبارکہ اور سیرت طیبہ کو ان کی زبان میں پیش کریں۔

مستشرقین کی ابتداء سے یہی کوشش رہی کہ قرآن مجید کے حسن کو مسخ کریں اور اس کی تعلیمات کو بھی غلط انداز میں پیش کریں جیسا کہ درج ذیل مثالوں سے معلوم ہوتا ہے۔

جارج سیل ایک مشہور مستشرق ہے جو قرآن کے بارے میں لکھتا ہے کہ:۔

کلام میں لفاظی حاضرین کے ذہنوں پر جو زبردست اثر ڈالتی ہے محمد اس سے بے خبر نہ تھے یہی وجہ ہے کہ انھوں نے اپنے نام نہاد الہامات میں اسلوب بیان کے اس وقار اور رفعت کو قائم رکھنے کے لیے اپنی پوری صلاحیتیں استعمال کی ہیں۔(۵۳)

ایک اور مقام پر لکھتا ہے:۔

اس حقیقت میں کوئی اختلاف نہیں کہ قرآن کے مصنف یا اس کتاب کو اختراع کرنے والے محمد ہیں (۵۴)

اور ڈبلیو منٹگمری واٹ نے اسلامی تعلیمات کے ماخذ کے بارے میں لکھا:۔

اس بحث کا نتیجہ یہ ہے کہ محمد ﷺ نے بائبل کے نظریات کا علم مکہ کے ذہنی ماحول سے اخذ کیا تھا یہ علم آپ نے کوئی کتاب پڑھ کر یا کسی مخصوص شخص کے ساتھ رابطے کے ذریعے حاصل نہیں کیا تھا اس لیے ایک لحاظ سے اسلام کا تعلق یہودی اور عیسائی روایت کے ساتھ ہے کیونکہ یہ دین اس ماحول سے ابھرا جس میں بائبل کے نظریات سمائے ہوئے تھے۔(۵۵)

یہ صرف مثال کے طور پر دو تحریریں پیش کی گئی ہیں جن میں سے پہلی تحریر قرآن مجید پر رکیک حملہ ہے اور دوسری تحریر اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر شرمناک الزام ہے۔

چنانچہ اس وقت اسلام کی نشر واشاعت کے لیے بہت ضروری ہے بلکہ فرض ہے کہ ہم اسلام کی اساس اور مصدر اول کو اس کے حقیقی مفہوم میں پیش کریں تا کہ کوئی شخص اس کو غلط اور باطل رخ نہ دے سکے

فہم دین اسلام اور اس کی نشر واشاعت میں میں قرآن مجید کے تراجم اتنا اہم کردار ادا کر رہے ہیں کہ تاریخ کے وسیع وعریض صفحات اس امر پر شاہد ہیں کہ جب بھی کوئی غیر مسلم اسلام کے قریب آیا یا وہ دائرہ اسلام میں داخل ہوا وہ قرآن مجید کے مطالعے کے ذریعے سے ہوا اور غیر عربی داں طبقہ اپنی زبان میں ہی قرآن مجید کو سمجھ سکتا ہے۔

☆ خلاصہ:

اللہ رب العزت نے قرآن مجید کو بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیے نازل فرمایا اور مختلف مقامات پر انسان کو

اس پر غور وفکر اور تدبر کی دعوت دی تا کہ وہ اس کو سمجھ کر حق اور باطل میں تفریق کر سکیں بلکہ ابدی اور حقیقی کامیابی و کامرانی کے حصول کے لیے فہم قرآن ہی سب سے اہم ذریعہ ٹھہرایا گیا کہ اسوہ حسنہ کی اتباع کی تلقین ہمیں قرآن مجید سے ہی ملتی ہے قرآن مجید کو سمجھنا مسلمان سے اولین مطالبہ ہے جس کے لیے قرآن مجید کا مقامی زبانوں میں ترجمہ اساسی حیثیت رکھتا ہے کہ عربی زبان کو کما حقہ سمجھنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔

لہذا ان اقوام اور امم کے درمیان علماء دین نے قرآن مجید کے ترجمے کی عظیم الشان خدمت انجام دی جس سے قرآن کا سمجھنا آسان ہو گیا اور ایک محدود انداز ے کے مطابق جدید دنیا کی تقریبا ایک سو سے زائد زبانوں میں قرآن مجید کا ترجمہ کیا جا چکا ہے۔ وللہ الحمد و بیدہ التوفیق۔

حوالہ جات

☆لیکچرار این ای ڈی یونیورسٹی، کراچی

﴿1﴾ القرآن۔۶/۵

﴿2﴾ القرآن۔۱/۱۱

﴿3﴾ القرآن۔۲/۲۱

﴿4﴾ القرآن۔۲۹/۶۱

﴿5﴾ القرآن۔۳۲/۲۵

﴿6﴾ القرآن۔۲۱۹/۲

﴿7﴾ القرآن۔۴۳/۴

﴿8﴾ القرآن۔۹۰/۵

﴿9﴾ الشاطبی، الوافقات ،طبعہ دارالفکر، بیروت ،ج۔۲/ص۔۱۵۹

﴿10﴾ القرآن۔۶/۵

﴿11﴾ القرآن۔۱۸۵/۲

﴿12﴾ القرآن۔۱۶/۶۴

﴿13﴾ القرآن۔۲۱۱/۲

﴿14﴾ القرآن۔۵/۲۰

﴿15﴾ محمد امین شنقیطی، ماخوذ از مقدمہ اضواء البیان فی ایضاح القرآن بالقرآن، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۹۹۶

﴿16﴾ محمد امین شنقیطی، ماخوذ از مقدمہ اضواء البیان فی ایضاح القرآن بالقرآن، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۹۹۶

﴿17﴾ آرتھر جیفری، اسلام محمد اینڈ ہز ریلجن، انڈیانا، ۱۹۷۹، صفحہ نمبر ۴۷

﴿18﴾ جارج سیل، دی قرآن، صفحہ نمبر ۴۹

﴿19﴾ سعد زغلول، اثر القرآن فی التطور الادبی، مطبوعہ قاہرہ مصر، صفحہ نمبر ۱۰

﴿20﴾ جلال الدین سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، مطبوعہ قاہرہ ۱۹۸۳، ج۔۱/ص۔۱۸۱

﴿21﴾ جلال الدین سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، بحوالہ تدبر قرآن امین احسن اصلاحی جلد اول، صفحہ نمبر ۱۸

﴿22﴾ امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن، فاران فاؤنڈیشن۔ لاہور۔۱۹۹۹،، ج۔۱/ص۔۲۰

﴿23﴾ القرآن۔۱۸/۴۱

﴿24﴾ صلاح الدین یوسف، تفسیر القرآن، مطبوعہ مجمع الملک فھد مدینہ منورہ، سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۴۱

﴿25﴾ القرآن۔۶/۱۰۲

﴿26﴾ القرآن۔۲/۴۳

﴿27﴾ محمد بن اسمٰعیل بخاری، صحیح بخاری، کتاب الاذان، ۲۰۰۰، دارالسلام ریاض، باب ۱۸، حدیث ۶۳۱

﴿28﴾ جلال الدین سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، مطبوعہ قاہرہ ۱۹۸۳، ج۔۱/ص۔۲۹

﴿29﴾ الشاطبی، الموافقات، طبعہ دارالفکر، بیروت، ج۔۳/ص۔۲۴۷

﴿30﴾ جلال الدین سیوطی، لباب النقول فی اسباب النزول، مطبعہ قاہرہ مصر، صفحہ نمبر ۳

﴿31﴾ محمد حُمید الصاعدی، مجلۃ الجامعۃ الاسلامیۃ، الحروف المقطعات، صفحہ نمبر ۹۳

﴿32﴾ القرآن۔۷۵/۱ تا ۶

﴿33﴾ ڈاکٹر طہٰ حسین، حدیث الشعر والنثر، ۱۹۸۹، دارالفکر بیروت، صفحہ نمبر ۲۵

﴿34﴾ ڈاکٹر احمد البدوی، من بلاغۃ القرآن، دارالتوزیع، بیروت، صفحہ نمبر ۱۲۷

﴿35﴾ الباقلانی، اعجاز القرآن، مکتبہ مصریہ، قاھرہ مصر، صفحہ نمبر ۳۸

﴿36﴾ الرافعی، اعجاز القرآن، مطبعہ القاہرہ ۱۹۹۸، مصر، صفحہ نمبر ۲۸۹

﴿37﴾ سید رشید رضا، ماخوذ از تفسیر المنار، مطبعہ القاہرہ، مصر، ج۔۱/ص۔۲۳۸

﴿38﴾ جلال الدین سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، مطبوعہ قاہرہ ۱۹۸۳، ج۔۲/ص۔۱۷۴

﴿39﴾ زرکشی، البرھان فی علوم القرآن، مطبوعہ بیروت، ۱۹۸۱، ج۔۱/ص۔۱۳

﴿40﴾ الزرقانی، مناہل العرفان، مطبوعہ القاہرہ مصر، ج۔۱/ص ۴۰۵

﴿41﴾ الزرقانی، مناہل العرفان، مطبوعہ القاہرہ مصر، ج۔۲/ص۔۵ تا ۶

﴿42﴾ الزرقانی، مناہل العرفان، مطبوعہ القاہرہ مصر، ج۔۲/ص۔۹ تا ۱۰

﴿43﴾ الزرقانی، مناہل العرفان، مطبوعہ القاہرہ مصر، ج۔۲/ص۔۱۰ تا ۱۲

﴿44﴾ ابن خلدون، مقدمہ ابن خلدون، المطبعہ الامیریۃ، صفحہ ۳۱۴

﴿45﴾ ابن قتیبہ، المسائل والاجوبۃ، مکتبہ السلام، بیروت، صفحہ ۸۰

﴿46﴾ ابن القیم، اعلام الموقعین، مطبعہ النیل مصر، ج۔۱/ص۔۸۱

ابن تیمیہ، مقدمہ التفسیر، طبعۃ السلفیۃ، صفحہ نمبر ۵۲

﴿47﴾ السرخسی، المبسوط، کتاب الصلاۃ

﴿48﴾ ماخوذ از سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر جلد سوم اپریل ۱۹۷۰ء۔

﴿49﴾ محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، کتاب الانبیاء، ۲۰۰۰، دار السلام ریاض، باب ۵۰، حدیث ۳۴۶۱

﴿50﴾ محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، کتاب الاذان، ۲۰۰۰، دار السلام ریاض، باب ۱۸، حدیث ۶۳۱

﴿51﴾ محمد الزفزاف، ماخوذ از التعریف بالقرآن والحدیث، المکتبہ العلمیۃ

سلیمان القرعاوی و محمد الحسن، البیان فی علوم القرآن، مکتبہ الھلال

﴿52﴾ جارج سیل، دی قرآن، نیویارک ۱۸۹۰، سورۃ آل عمران، آیت نمبر ۱۰۴ صفحہ ۴۸

﴿53﴾ محمد عبدہ، ماخوذ از مقدمہ التفسیر ، ۱۳۴۶ھ، تفسیر المنار طبعۃ المصریۃ، ج۔۱ ص۔۱۸

﴿54﴾ جارج سیل، دی قرآن، نیویارک ۱۸۹۰، صفحہ ۵۰

﴿55﴾ ڈبلیو منٹگمری واٹ، محمد پرافٹ اینڈ سٹیٹسمین ،۱۹۴۵، صفحہ ۴۱

کتابیات

﴿1﴾ القرآن

﴿2﴾ آرتھر جیفری، اسلام، محمد اینڈ ہذ ریلجن ،انڈیانا، 1979

﴿3﴾ امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن، فاران فاؤنڈیشن۔لاہور۔1999

﴿4﴾ ابن خلدون، مقدمہ ابن خلدون، المطبعہ الامیریۃ

﴿5﴾ ابن قتیبہ ،المسائل والاجوبۃ ،، مکتبہ السلام، بیروت

﴿6﴾ ابن القیم ،اعلام الموقعین ،مطبعہ النیل مصر

﴿7﴾ ابن تیمیہ، مقدمہ التفسیر، طبعۃ السلفیۃ

﴿8﴾ الباقلانی، اعجاز القرآن، مکتبہ مصریہ، قاھرہ مصر،

﴿9﴾ جارج سیل، دی قرآن، نیویارک، 1890

﴿10﴾ جلال الدین سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، مطبوعہ قاھرہ 1983

﴿11﴾ ڈاکٹر طہ حسین، حدیث الشعر والنثر ،، دار الفکر بیروت، 1989

﴿12﴾ ڈاکٹر احمد البدوی، من بلاغۃ القرآن، دار التوزیع، بیروت 1989

﴿13﴾ ڈبلیومنٹگمری واٹ،محمد پرافٹ اینڈ سٹیٹسمین ،نیویارک،1945

﴿14﴾ الرافعی،اعجاز القرآن،مطبعہ القاہرہ،مصر،1998

﴿15﴾ الزرقانی،مناہل العرفان،مطبوعہ القاہرہ مصر

﴿16﴾ زرکشی،البرھان فی علوم القرآن،مطبوعہ بیروت 1981

﴿17﴾ سعدزغلول،اثر القرآن فی التطور الادبی،مطبوعہ قاھرہ مصر،1981

﴿18﴾ السرخسی،المبسوط،کتاب الصلاۃ

﴿19﴾ سلیمان القرعاوی و محمد الحسن،البیان فی علوم القرآن

﴿20﴾ سیارہ ڈائجسٹ۔لاہور،قرآن نمبر 1970

﴿21﴾ الشاطبی،الموافقات ،طبعہ دارالفکر،بیروت،1981

﴿22﴾ صلاح الدین یوسف،تفسیر القرآن،مطبوعہ مجمع الملک فھد مدینہ منورہ

﴿23﴾ محمد امین شنقیطی،اضواء البیان فی ایضاح القرآن بالقرآن،1997 دارالکتب العلمیۃ،بیروت

﴿24﴾ محمد الزفزاف،ماخوذ از التعریف بالقرآن والحدیث،دارالفکر،بیروت

﴿25﴾ محمد بن اسمٰعیل بخاری،صحیح بخاری،کتاب الاذان،2000،دارالسلام ریاض

﴿26﴾ محمد عبدہ،مقدمہ التفسیر تفسیر المنار طبعۃ المصریۃ،مصر 1346ھ

﴿27﴾ محمد حُمید الصاعدی،مجلۃ الجامعۃ الاسلامیۃ،الحروف المقطعات،